# سیر و سوانح

محمد وسیم اختر مفتی

# مہاجرین حبشہ

(۲۳)

[''سیر و سوانح'' کے زیر عنوان شائع ہونے والے مضامین ان کے فاضل مصنفین کی اپنی تحقیق پر مبنی ہوتے ہیں، ان سے ادارے کا متفق ہونا ضروری نہیں ہے۔]

www.javedahmadghamidi.com www.al-mawrid.org

## حضرت عبد اللہ بن حذافہ رضی اللہ عنہ

### قبیلہ اور کنبہ

حضرت عبد اللہ بن حذافہ مکہ میں پیدا ہوئے۔ ان کے دادا قیس بن عدی قریش کے نام ور سردار تھے۔ بانی قبیلہ سہم بن عمرو ان کے پانچویں جد تھے۔ حضرت عبد اللہ کی والدہ تمیمہ بنت حرثان بنو حارث سے تعلق رکھتی تھیں۔ بنو سہم سے تعلق رکھنے کی وجہ سے حضرت عبد اللہ سہمی کہلاتے ہیں، بنو سہم قریش کا ذیلی قبیلہ ہے اور قریش کنانہ بن خزیمہ کی اولاد ہیں، اس لیے انھیں قرشی اور کنانی کی نسبتوں سے بھی پکارا جاتا ہے۔ ابوحذافہ یا ابوحذیفہ ان کی کنیت تھی۔ حضرت قیس بن حذافہ ان کے سگے اور حضرت خنیس بن حذافہ سوتیلے بھائی تھے۔ حضرت حفصہ بنت عمر حضرت خنیس کی وفات تک ان کی زوجیت میں رہیں۔ ایک بھائی ابو الاخنس بن حذافہ کا صحابی ہونا تسلیم نہیں کیا گیا۔

### نعمت ایمان

حضرت عبد اللہ اسلام کے ابتدائی دور میں مسلمان ہوئے۔ ذہبی اور ابن حجر انھیں 'السّٰبقون الأولون'

میں بتاتے ہیں، حالاں کہ ان کا نہیں، بلکہ ان کے بھائی حضرت خنیس کا نام 'السٰبقون الأولون' کی فہرست میں شامل ہے۔

بعثت نبوی کے بعد ابوسفیان اور عباس بن عبدالمطلب ایک تجارتی قافلے کے ساتھ یمن گئے۔ وہاں ابوسفیان نے عباس سے پوچھا: تمھارا بھتیجا رسول ہونے کا دعویٰ کرتا ہے؟ عباس نے کہا: میرا خیال ہے، وہ سچ کہتا ہے۔ ابوسفیان نے کہا: تب تو ہم پر بہت مصیبتیں ٹوٹیں گی۔ کچھ دنوں کے بعد حضرت عبداللہ بن حذافہ بھی وہاں پہنچ گئے جو نئے نئے اسلام لائے تھے۔ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت کی خبر ان کی زبانی یہودی علما تک پہنچ گئی۔ ایک یہودی عالم نے آپ میں تورات کی بتائی ہوئی ساری نشانیاں پائیں تو اچھل کر کہا: یہود قتل ہو گئے، یہود مارے گئے۔

## سوے حبشہ

شوال ۵ھ: مکہ کے مسلمانوں پر ظلم و ستم کا بازار گرم ہوا تو حضرت عبداللہ بن حذافہ حضرت جعفر بن ابوطالب کی قیادت میں حبشہ کو ہجرت کرنے والے دوسرے قافلے میں شامل ہو گئے۔ ان کے بھائی حضرت خنیس بن حذافہ، حضرت قیس بن حذافہ، ان کے چچا حارث بن قیس سہمی کے سات بیٹے، بنوسہم کے حضرت ہشام بن العاص، حضرت عمیر بن رئاب، حضرت سعید بن عمرو اور بنوسہم کے حلیف حضرت محمیہ بن جزء ان کے ہم سفر تھے۔

www.javedahmadghamidi.com www.al-mawrid.org

## حبشہ سے واپسی

حضرت عبداللہ بن حذافہ جنگ بدر کے بعد کسی وقت مدینہ پہنچے۔ وہ حبشہ سے لوٹنے والے حضرت عبداللہ بن جعفر کے قافلے میں شامل نہ ہوئے۔ ان کے بھائی حضرت قیس بن حذافہ اور بنوسہم کے دیگر آٹھ اصحاب حضرت ابوقیس بن حارث، حضرت حارث بن حارث، حضرت معمر بن حارث، حضرت بشر بن حارث، حضرت سعید بن حارث، حضرت سائب بن حارث، حضرت سعید بن عمرو اور حضرت عمیر بن رئاب اسی زمرہ میں شامل تھے۔ ان کے سفر مدینہ کی تفصیل ہم تک نہیں پہنچی۔ حضرت عبداللہ کے دوسرے بھائی حضرت خنیس بن حذافہ ان سے قبل مکہ آ چکے تھے اور یہاں سے مدینہ کو ہجرت کی۔

## غزوات

حضرت عبداللہ بن حذافہ جنگ بدر کے بعد حبشہ سے مدینہ پہنچے، اس لیے غزوۂ فرقان میں شریک نہ

ہو سکے۔ اصحاب بدر کی مرتبہ فہارس میں ان کا نام شامل بھی نہیں (ابن ہشام، ابن جوزی، ابن کثیر، سلیمان منصور پوری)۔ البتہ غزوۂ احد اور بعد کی جنگوں میں انھوں نے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا بھرپور ساتھ دیا۔ ایک شاذ روایت کے مطابق حضرت ابوسعید خدری نے انھیں بدری صحابی قرار دیا۔

## پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کی سفارت

ذی الحجہ ۶ھ یا ۷ھ: صلح حدیبیہ کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فیصلہ کیا کہ اس زمانے کے بادشاہوں اور حکمرانوں کو اسلام کی دعوت دیں، چنانچہ ان اصحاب کا انتخاب کیا جو آپ کے سفیر بن کر آپ کے مراسلے ان بادشاہوں تک پہنچائیں۔ آپ نے شاہ ایران خسرو پرویز کی طرف بھیجنے کے لیے حضرت عبداللہ بن حذافہ کو منتخب فرمایا۔ نبی آخر الزماں کے سفرا کے لیے علم و فصاحت، صبر و شجاعت، حکمت و تدبیر اور حسن مظہر کی خوبیوں سے متصف ہونا ضروری تھا۔ حضرت عبداللہ ان اوصاف کے حامل ہونے کے ساتھ ایرانی معاشرے اور زبان سے بھی واقفیت رکھتے تھے۔ آپ نے قیصر روم کی طرف حضرت دحیہ بن خلیفہ کلبی، شاہ حبشہ نجاشی کی طرف حضرت عمرو بن امیہ ضمری، اسکندریہ کے حکمران مقوقس کی طرف حضرت حاطب بن ابو بلتعہ، نصرانی حاکم غسان کی طرف حضرت شجاع بن وہب اسدی، یمامہ کے ہوذہ بن علی کی جانب حضرت سلیط بن عمرو عامری اور عبدالقیس کی طرف حضرت علاء بن حضرمی کو روانہ فرمایا۔ یہ سب ان علاقوں کی زبان بولتے تھے۔ تمام سفرا کو جمع کر کے آپ نے خصوصی خطبہ دیا اور فرمایا: تمھارا سفر بہت اہم ہے، بنی اسرائیل کی طرح میرے احکام کی خلاف ورزی نہ کرنا۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے بھی حواریوں کو ایسا حکم دیا تھا، کچھ خوشی سے بجالائے، کچھ نے ناپسند کیا۔ صحابہ نے یقین دلایا: آپ جہاں چاہتے ہیں، ہمیں بھیجیں، ہم آپ کا فرمان بجالائیں گے۔

## مکتوب نبوی

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ اللہ کے رسول محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کی طرف سے شاہ ایران کسریٰ کی جانب۔ اس شخص پر سلامتی ہو جس نے راہ ہدایت کی پیروی کی، اللہ اور اس کے رسول پر ایمان لایا اور گواہی دی کہ اللہ یکتا کے سوا کوئی معبود نہیں، اس کا کوئی شریک ساجھی نہیں۔ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) اللہ کے بندے اور اس کے رسول ہیں۔ میں تمھیں اللہ کی طرف دعوت دیتا ہوں۔ میں تمام انسانوں کی طرف اللہ کا بھیجا ہوا رسول ہوں تاکہ ان لوگوں کو خبردار کروں جو زندہ ہیں اور منکروں کے خلاف اللہ کا فیصلہ سچا ثابت ہو جائے 'لِیُنْذِرَ مَنْ کَانَ حَیًّا وَّیَحِقَّ الْقَوْلُ عَلَی الْکٰفِرِیْنَ' (یٰس ۳۶: ۷۰)۔ اسلام لے آؤ، سلامتی پاؤ گے۔ اگر تم نہیں مانو

گے تو ان تمام مجوسیوں کے گناہ کا بوجھ بھی تم کو اٹھانا ہو گا جو تمھاری پیروی کریں گے، (یعنی پیرو کار تو گناہ گار ہوں گے، ان کے گناہوں کے ہم مثل گناہ تم کو بھی ملے گا)۔

## شاہ ایران کا رد عمل

حضرت عبد اللہ بن حذافہ اپنے گھوڑے پر سوار ہو کر ایران کی طرف روانہ ہو گئے۔ ایک ماہ کی مسافت طے کرنے کے بعد وہ دار الحکومت پہنچے اور بادشاہ کا محل تلاش کیا۔ فوجیوں اور پہرے داروں نے محل کو گھیر رکھا تھا۔ حضرت عبد اللہ نے بتایا کہ وہ بادشاہ کے نام خط لے کر آئے ہیں۔ کسریٰ کو اطلاع ملی تو اس نے ایوان حکومت آراستہ کرایا اور امرا و مصاحبین کو بلا لیا۔ حضرت عبد اللہ سر اٹھا کر مضبوط قدموں سے چلتے ہوئے ملاقات کے ہال میں داخل ہوئے۔ کسریٰ نے انھیں سادہ دیہاتی لباس پہنے، پرانی عبا اوڑھے پایا تو نظر حقارت سے دیکھا۔ اس نے ایک سپاہی کو اشارہ کیا کہ وہ خط پکڑ لے، لیکن حضرت عبد اللہ بن حذافہ مصر رہے کہ مکتوب نبوی بادشاہ کے ہاتھ میں خود دیں گے۔ بادشاہ نے خط پکڑا اور حیرہ کے ایک عالم کو اس کا ترجمہ سنانے کو کہا۔ جونہی اس نے سنا کہ محمد رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) نے اس کے نام کے بجائے اپنے نام سے مکتوب کی ابتدا کی ہے تو وہ غضب ناک ہو گیا اور نفس مضمون سنے بغیر اسے پھاڑ دیا۔ اس نے حضرت عبد اللہ کو بھی دربار سے نکلنے کا حکم دیا۔ کچھ دیر کے بعد اس کی آتش غضب ٹھنڈی ہوئی تو اس نے حضرت عبد اللہ کو واپس بلانے کا کہا، لیکن وہ جا چکے تھے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو خط چاک کرنے کی خبر ہوئی تو فرمایا: اللہ نے اس کی سلطنت چاک کر دی ہے۔ آپ کا فرمان ہے: کسریٰ مر گیا ہے، اب اس کے بعد کوئی کسریٰ نہ آئے گا اور جب قیصر مر جائے گا تو اس کے بعد کوئی قیصر نہ آئے گا (بخاری، رقم ۳۰۲۷۔ مسلم، رقم ۷۳۳۴۔ ترمذی، رقم ۲۲۱۶)۔ حضرت عبد اللہ بن عباس کی روایت مختلف ہے: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عبد اللہ بن حذافہ کو خط دے کر بھیجا اور ارشاد فرمایا کہ اسے بحرین کے حکمران (منذر بن ساوی) کے حوالے کرنا اور اس نے آگے کسریٰ کو پہنچایا (بخاری، رقم ۴۴۲۴۔ الطبقات الکبریٰ، ابن سعد، رقم ۴۰۴۔ احمد، رقم ۲۷۸۰۔ السنن الکبریٰ، نسائی، رقم ۸۷۹۵)۔

حضرت عبد اللہ بن حذافہ کے جانے کے بعد دجلہ و فرات میں غیر معمولی طغیانی آئی، سیلاب نے فصلیں تباہ کر دیں اور کسریٰ کی کئی تعمیرات منہدم ہو گئیں۔ کسریٰ خود دریا کے شگافوں پر بند باندھنے نکلا، لیکن پانی کے بہاؤ کے آگے مغلوب ہو گیا (فتوح البلدان، بلاذری ۴۱۰)۔

www.javedahmadghamidi.com, www.al-mawrid.org

## باذان کے کارندوں کو جواب

حضرت عبداللہ بن حذافہ کے جانے کے بعد کسریٰ نے یمن کے ایرانی گورنر باذان کو خط لکھا کہ دو مسٹنڈے بھیج کر محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کو میرے پاس لے آؤ۔ باذان نے اس مقصد کے لیے اپنے داروغہ بابویہ (نابوہ: ابن اثیر۔ اباذویہ: ابن کثیر) اور ایک ایرانی خر خسرہ (خر خرہ: ابن کثیر) کو بھیجا۔ یہ دونوں آپ کے پاس مدینہ پہنچے اور بتایا کہ ہم کسریٰ کے گورنر باذان کے حکم پر آپ کو لے جانے کے لیے آئے ہیں۔ کوئی رد عمل دینے کے بجاے آپ مسکرائے اور فرمایا: آج کا دن اپنی سواریوں کے پاس ٹھیرو اور کل آنا۔ اگلے دن وہ آئے تو فرمایا: رات (۱۰ جمادی الاولیٰ ۷ھ) کسریٰ کو اس کے بیٹے نے مار ڈالا ہے۔ جلد ہی ہماری حکومت کسریٰ کے زیر قبضہ ملک تک پہنچ جائے گی۔ باذان کو کہہ دو کہ مسلمان ہو جاؤ، ہم تمھاری حکومت تمھارے پاس رہنے دیں گے۔ آپ نے خر خرہ کو سونے اور چاندی جڑا ہوا کمر بند بھی دیا۔ باذان کو کچھ دنوں کے بعد کسریٰ کے بیٹے شیروان کے بادشاہ بننے کی خبر ملی، وہ آپ کی پیش گوئی سے اتنا متاثر ہوا کہ مسلمان ہو گیا۔

www.javedahmadghamidi.com www.al-mawrid.org

ایک بار رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے زوال شمس کے بعد ظہر کی نماز پڑھائی۔ سلام پھیرنے کے بعد منبر پر کھڑے ہوئے، قیامت کا ذکر کیا اور فرمایا: بڑے بڑے معاملات میرے سامنے عیاں ہو گئے ہیں، مجھ سے جو بھی کچھ پوچھنا چاہتا ہے پوچھ لے۔ واللہ، میں جب تک یہاں کھڑا ہوں، تم مجھ سے جس چیز کے بارے میں سوال کرو گے، میں بتاؤں گا۔ آپ کا فرمان سن کر صحابہ زار و قطار رونے لگے۔ حضرت عبداللہ بن حذافہ کھڑے ہو گئے اور پوچھا: یا رسول اللہ، میرا باپ کون ہے؟ آپ نے فرمایا: حذافہ تمھارے والد ہیں۔ آپ بار بار فرماتے رہے: مجھ سے سوال کرو تو حضرت عمر گھٹنوں کے بل بیٹھ گئے اور کہا: ہم اللہ کے رب ہونے، اسلام کے دین ہونے اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے اپنے نبی ہونے پر راضی ہیں۔ تب آپ نے سکوت فرمایا (بخاری، رقم ۵۴۰۔ مسلم، رقم ۶۱۹۵۔ احمد، رقم ۱۲۶۵۹۔ المعجم الاوسط، طبرانی، رقم ۲۶۹۸۔ صحیح ابن حبان، رقم ۱۰۶)۔ حضرت عبداللہ کی والدہ نے کہا: میں نے نہیں سنا کہ تم سے زیادہ کوئی بیٹا ماں باپ کا حق ناشناس ہو۔ تو اس بات پر مطمئن ہے کہ تیری ماں نے زمانۂ جاہلیت کی عورتوں کی طرح بدکاری کی ہو اور تو اسے لوگوں کی نظروں میں رسوا کر دے۔ حضرت عبداللہ نے جواب دیا: واللہ، اگر تو مجھے سیاہ فام غلام سے منسوب کر دیتی تو بھی مان لیتا (مسلم، رقم ۶۱۹۶)۔ دوسری روایت میں اضافہ ہے: حذافہ بن قیس کی ماں نے شریف بیٹا جنا تھا، بچہ صاحب فراش کا ہوتا ہے۔ ایک روایت میں حضرت عبداللہ کی والدہ کا رد عمل متضاد بتایا گیا ہے۔ انھوں نے کہا: بچے، تو نے آج اپنی

ماں کو عظیم مقام پر فائز کر دیا ہے۔ کیا بنتا، اگر آپ دوسری بات فرما دیتے (الطبقات الکبریٰ، ابن سعد، رقم ۴۰۴۔ مسند الشاشی، رقم ۹۷۶۔ تاریخ دمشق، ابن عساکر، رقم ۳۳۱۸)۔

اللہ کا فرمان ہے:

يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَسْـَٔلُوْا عَنْ اَشْيَآءَ اِنْ تُبْدَ لَكُمْ تَسُؤْكُمْ ۚ وَاِنْ تَسْـَٔلُوْا عَنْهَا حِيْنَ يُنَزَّلُ الْقُرْاٰنُ تُبْدَ لَكُمْ ؕ عَفَا اللّٰهُ عَنْهَا ؕ وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ حَلِيْمٌ. (المائدہ ۵: ۱۰۱)

”اے ایمان لانے والو، ایسی باتوں کے بارے میں سوال نہ کرو جو اگر تم پر ظاہر کر دی جائیں تو تمھیں ناگوار ہوں۔ اور اگر تم اس وقت پوچھو گے جب قرآن نازل ہو رہا ہو تو تم پر ظاہر کر دی جائیں گی۔ اللہ نے ایسی باتوں سے درگزر فرمایا اور اللہ بخشنے والا اور بردبار ہے۔“

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے: مسلمانوں کے حق میں سب سے بڑا مجرم وہ مسلمان ہے جو ایسے معاملے کے بارے میں سوال کر بیٹھے جو حرام تو نہ تھا، لیکن اس ایک شخص کے پوچھنے پر سب لوگوں پر حرام قرار پایا (مسلم، رقم ۶۱۹۱)۔ ان ارشادات کی روشنی میں اس بات پر تعجب ہوتا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کو بار بار سوال کرنے کا کیوں کہا اور حضرت عبد اللہ بن حذافہ نے اپنے نسب کے بارے میں استفسار کیوں کیا؟ قاضی عیاض کہتے ہیں: سوال کرنا اصل میں مباح ہے، لیکن ایک سوال پر اصرار کرنے یا بہ تکلف سوال کرنے سے منع کیا گیا ہے۔ آپ کے خطاب کے وقت صحابہ رو رہے تھے اور حضرت عمر کی التجا پر آپ نے سکوت فرمایا۔ اس سے پتا چلتا ہے کہ آپ پر جلالی کیفیت طاری تھی۔ ایک روایت میں وضاحت ہے کہ حضرت عمر نے اللہ و رسول پر اور دین اسلام پر راضی ہونے کا اعلان کیا تو آپ کا غصہ جاتا رہا۔ حضرت عبد اللہ بن حذافہ نے اپنے نسب کا اس لیے پوچھا کہ کچھ لوگ اس بارے میں ان پر طعن زنی کرتے تھے اور انھوں نے اس موقع کو دفع طعن کے لیے غنیمت جانا (اکمال المعلم بفوائد المسلم، قاضی عیاض ۷/ ۳۳۲۔ ۳۳۳۔ تکملہ فتح الملہم، تقی عثمانی ۱۰/ ۵۱۲)۔

## حضرت خالد بن ولید کا عمل اور حضرت عبد اللہ بن حذافہ

فتح مکہ کے بعد نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت خالد بن ولید کو بنو جذیمہ کی طرف بھیجا۔ آپ کا مقصد قتال کے بجاے اسلام کا پیغام پہنچانا تھا۔ بنو جزیمہ کے لوگوں نے ہتھیار اٹھائے تو حضرت خالد نے کہا: اب اسلحہ اٹھانے کی ضرورت نہیں۔ بنو جذیمہ کے جحدم نے کہا: یہ خالد ہے، ہتھیار پھینکنے کے بعد قید کرتا ہے اور پھر

گردن اڑا دیتا ہے۔ اہل قبیلہ نے پھر بھی ہتھیار ڈال دیے تو حضرت خالد نے واقعی قتل و غارت شروع کر دی اور کئی لوگوں کو قید کر لیا، پھر حکم دیا کہ ہر شخص اپنا قیدی قتل کر دے۔ حضرت عبد اللہ بن عمر نے ان کا حکم نہ مانا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو معاملے کا پتا چلا تو دریافت فرمایا: کیا کسی نے ان کو منع بھی کیا؟ لوگوں نے بتایا: عبد اللہ بن عمر اور سالم مولیٰ ابو حذیفہ نے روکا تو خالد نے ڈانٹ پلا دی۔ آپ نے آسمان کی طرف ہاتھ بلند کر کے دو بار اظہار براءت کیا: اے اللہ، میں خالد کی کارروائی سے بری الذمہ ہوں (بخاری، رقم ۴۳۳۹۔ احمد، رقم ۶۳۸۲)۔ مقتولین کی دیتیں ادا کرنے کے لیے آپ نے حضرت علی کو بھیجا۔

کسی نے حضرت خالد بن ولید کو ان کے عمل پر ملامت کی تو انھوں نے کہا: میں نے اس وقت تک قتال نہ کیا تھا جب تک عبد اللہ بن حذافہ سہمی نے مجھے مشورہ نہ دیا۔ انھوں نے کہا: آپ کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے جنگ کرنے کا حکم دیا ہے، کیونکہ یہ اسلام نہیں لائے۔

## منفرد مزاح

www.al-mawrid.org
www.javedahmadghamidi.com

ربیع الثانی ۹ھ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علقمہ بن مجزز مدلجی کی قیادت میں ان کے بھائی حضرت وقاص بن مجزز کا بدلہ لینے کے لیے تین سو صحابہ پر مشتمل ایک سریہ خیبر کی طرف بھیجا۔ دوسری روایت کے مطابق حبشہ کے کچھ لوگ جدہ پر حملہ کرنے آئے تو آپ نے یہ مہم بھیجی۔ حضرت علقمہ نے ان کا پیچھا کیا اور سمندر میں داخل ہو کر ایک جزیرے تک پہنچ گئے، تب اہل حبشہ بھاگ نکلے۔ یہ طے تھا کہ واپسی پر کچھ اصحاب جلد لوٹ آئیں گے۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عبد اللہ بن حذافہ کو ان کا امیر مقرر کر رکھا تھا۔ حضرت عبد اللہ کبار صحابہ میں سے تھے، لیکن ہنسی، دل لگی کا ذوق رکھتے تھے۔ راستے میں لوگوں نے کھانے پکانے کے لیے آگ جلائی تو انھوں نے ساتھیوں سے پوچھا: کیا میری اطاعت تم پر واجب نہیں؟ انھوں نے جواب دیا: ہاں ہے۔ کہا: تو میں جس چیز کا حکم دوں، مانو گے؟ سب نے کہا: ہاں۔ حضرت عبد اللہ بن حذافہ نے کہا: تو میں اپنے حق اطاعت کی بنا پر تمھیں تاکید کرتا ہوں کہ اس آگ میں کود جاؤ۔ کچھ صحابی اٹھے، حضرت عبد اللہ کو گمان ہوا کہ وہ آگ میں کودنے لگے ہیں تو بولے: بیٹھو، بیٹھو، میں تو تم سے مذاق کر رہا تھا۔ واپسی پر صحابہ نے یہ بات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو بتائی تو فرمایا: امرا میں سے جو تمھیں معصیت کا حکم دے، اس کی اطاعت نہ کرو (ابن ماجہ، رقم ۲۸۶۳۔ احمد، رقم ۱۱۶۳۹۔ مصنف ابن ابی شیبہ، رقم ۳۴۳۹۷۔ مسند ابو یعلیٰ، رقم ۱۳۴۹۔ صحیح ابن حبان، رقم ۴۵۵۸)۔

## انصاری یا سہمی

امام بخاری نے ''سرية عبد الله بن حذافة السهمي و علقمة بن مجزز المدلجي'' کا عنوان قائم کر کے لکھا: کہا جاتا ہے کہ یہ سریہ انصار کا تھا۔ پھر بعینہٖ یہی واقعہ ایک انصاری صحابی سے منسوب کر دیا (بخاری، رقم ۴۳۴۰)۔ شارح بخاری حافظ ابن حجر نے اس تضاد کی جو تاویلات پیش کی ہیں، دل کو نہیں لگتیں، کہتے ہیں: ۱۔ ہو سکتا ہے، یہ واقعہ متعدد بار ہوا ہو، یعنی ایک بار حضرت عبد اللہ بن حذافہ اور دوسری بار انصاری صحابی نے جن کا نام نہیں بتایا گیا، آگ میں ڈالنے کا حکم دے کر مذاق کیا ہو۔ ۲۔ انصار سے اس کے اصطلاحی نہیں، بلکہ لغوی معنی مراد ہوں، یعنی حضرت عبد اللہ بن حذافہ نے اس سریہ میں شرکت کر کے نصرت رسول کی۔ اس تاویل کا تتبع کرتے ہوئے قسطلانی نے 'رجلًا من الأنصار' کا ترجمہ عبد اللہ بن حذافہ سہمی کر دیا (ارشاد الساری لشرح صحیح البخاری ۶/۴۱۷)۔ ان تاویلوں کے بجائے ابن جوزی کا قول درست لگتا ہے۔ ان کا کہنا ہے کہ سہمی کے بجائے انصاری کہہ دینا کسی راوی کا وہم ہے۔ حضرت عبد اللہ بن حذافہ سہمی تھے، انصاری نہ تھے۔ ابن جوزی کی بات مان لینے سے بخاری کے عنوان اور اس کے تحت بیان کی ہوئی حدیث کا تضاد ختم ہو جاتا ہے۔

صحیح مسلم میں یہ واقعہ دو روایتوں (ارقام ۴۷۶۳-۴۷۶۴) میں بیان ہوا ہے۔ دونوں میں حضرت عبد اللہ بن حذافہ کا نام نہیں لیا گیا۔ ایک میں محض 'رجلًا' اور دوسری میں 'رجلًا من الأنصار' نقل ہوا۔ تقی عثمانی کہتے ہیں: اس قصے کا متعدد بار واقع ہونا انتہائی بعید از قیاس ہے، اس سے بہتر ہے کہ اسے راوی کا وہم مان لیا جائے، کیونکہ راویوں کا دھیان اصل واقعے کی طرف ہوتا ہے، جزئیات سے وہ صرف نظر کر دیتے ہیں۔ مختلف روایتوں میں بیان کیا ہوا یہ واقعہ اصل میں ایک ہی ہے (تکملہ فتح الملہم ۹/۲۶۸)۔

## مزید مزاح

ایک روایت کے مطابق حضرت عبد اللہ بن حذافہ نے ایک سفر میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اونٹنی کا بند کھول دیا اور آپ گرنے لگے تھے۔ ان کا ارادہ مزاح کا تھا (الاستیعاب، ابن عبد البر، رقم ۱۵۰۸۔ تاریخ دمشق، ابن عساکر، رقم ۳۳۱۸)۔ ایک سفر حج میں حضرت عمر نے وادی محسر میں اپنی اونٹنی بٹھائی تو بھی انھوں نے بند کاٹ دیا۔

کچھ صحابہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے حضرت عبد اللہ بن حذافہ کے مزاح اور غیر سنجیدگی کی شکایت کی تو آپ نے فرمایا: اسے اس کے حال پر چھوڑ دو، اس کا اندرون ایسا ہے جسے اللہ اور اس کا رسول پسند

کرتے ہیں (تاریخ دمشق، ابن عساکر، رقم ۳۳۱۸۔ ضعیف، البانی)۔

## بے جا مزاح کے بارے میں ارشاد

ان روایات و واقعات سے یہ نتیجہ نہیں نکالنا چاہیے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایسا مزاح کرنے کی اجازت دے دی ہے۔ آپ نے فرمایا: تم میں سے کوئی ہنسی مذاق کرتے ہوئے یا سنجیدگی سے اپنے بھائی کا مال و متاع نہ چھین لے۔ اگر کسی نے اپنے ساتھی کا عصا بھی لیا تو اسے لوٹائے گا (ابوداؤد، رقم ۵۰۰۳۔ احمد، رقم ۱۷۹۴۱۔ ترمذی، رقم ۲۱۶۰۔ السنن الکبریٰ، بیہقی، رقم ۱۱۵۴۴)۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ سفر کے دوران میں ایک سوئے ہوئے صحابی کی رسی دوسرے نے پکڑ کر کھینچی تو وہ گھبرا گیا۔ آپ نے فرمایا: کسی مسلمان کے لیے جائز نہیں کہ دوسرے مسلمان کو خوف زدہ کرے (ابو داؤد، رقم ۵۰۰۴۔ السنن الکبریٰ، بیہقی، رقم ۲۱۱۷۷)۔ دوسرے واقعے میں ایک سوئے ہوئے صحابی کا ترکش چھپا لیا گیا۔ بیدار ہو کر وہ پریشان ہوا تو دوسرے اصحاب ہنسنے لگے۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ہنسی کا سبب دریافت فرمایا تو انھوں نے بتایا: دل لگی کرنے کے لیے ہم نے ان کا تیر دان چھپا لیا ہے، ان کی گھبراہٹ دیکھ کر ہم ہنسنے لگے۔ آپ نے فرمایا: کسی مسلمان کے لیے جائز نہیں کہ دوسرے مسلمان کو خوف زدہ یا پریشان کرے (احمد، رقم ۲۳۰۶۴)۔

www.al-mawrid.org
www.javedahmadghamidi.com

## رومیوں کی قید میں

۱۹ھ: حضرت عبداللہ بن عباس اور حضرت ابورافع کی روایت ہے: خلیفۂ ثانی حضرت عمر نے شام کی طرف ایک لشکر بھیجا۔ حضرت عبداللہ بن حذافہ بھی اس میں شامل تھے۔ قیساریہ کے مقام پر جنگ کرتے ہوئے وہ رومیوں کے گھیرے میں آ گئے۔ انھوں نے ان کو قید کر لیا اور قسطنطنیہ میں قیصر روم کے سامنے پیش کیا۔ اس نے بیڑیوں میں جکڑے ہوئے حضرت عبداللہ بن حذافہ کو دیکھا تو کہا کہ تم نصرانی ہو جاؤ، میں تمھیں اپنا مقرب بنا لوں گا اور اپنی بیٹی تم سے بیاہ دوں گا (دوسری روایت: آدھی سلطنت تمھیں دے دوں گا)۔ فرمایا: اگر تو اپنی تمام مملکت اور تمام عرب کی حکمرانی بھی مجھے دے دے تو میں پلک جھپکنے جتنی دیر کے لیے بھی محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا دین نہ چھوڑوں گا۔ بادشاہ نے کہا: دیکھو پھر کیا ہوتا ہے۔ یہ کہہ کر اس نے ایک ماہر تیر انداز مسلمان قیدی کو بلایا، سولی پر لٹکا کر اس کے سر پر دائیں بائیں طرف سے تیروں کی بوچھاڑ کر دی۔ دوسری روایت کے مطابق خود حضرت عبداللہ کو سولی پر لٹکا کر انھیں خوف زدہ کرنے کے لیے ان کے ہاتھوں اور پاؤں کے پاس تیر

برسائے۔ اب بادشاہ نے پھر پوچھا: میری بات مان کر اپنی جان کیوں نہیں بچا لیتے؟ حضرت عبداللہ نے جواب دیا: اگر میں ایسا نہ کروں تو؟ بادشاہ غصے میں آ گیا اور کہا: دیکھو کیا ہوتا ہے۔ اس نے ایک بڑی دیگ (یا تانبے کی بنی گاے) منگوائی، زیتون کا تیل ڈال کر اسے بھڑکتی آگ پر رکھا اور ایک مسلمان قیدی کو اس میں جھونکنے کا حکم دیا۔ قیدی کا گوشت ریزہ ریزہ ہو گیا اور ہڈیاں تیل میں تیرنے لگیں۔ قیصر نے حضرت عبداللہ بن حذافہ کو عیسائیت قبول کر کے اپنی جان بخشی کرانے کی پھر پیش کش کی۔ انھوں نے انکار کیا تو قیصر کا غصہ بڑھ گیا، اس نے انھیں بھی دیگ میں ڈالنے کا حکم دیا۔ حضرت عبداللہ دیگ کے پاس کھڑے ہو گئے، ان کی آنکھوں سے آنسو جاری تھے۔ قیصر سمجھا کہ وہ موت سے ڈر گئے ہیں، اس نے انھیں اپنے پاس بلایا تو وہ بولے: واللہ، مجھے اس بات پر رونا آیا کہ کاش، میرے جسم پر موجود بالوں کے برابر میری جانیں ہوں اور ان سب کو اللہ کی راہ میں اس دیگ میں جھوک دیا جائے۔ قیصر ان کی دلیری سے بہت متاثر ہوا اور کہا: کیا تم میرے سر کا بوسہ لوگے تاکہ میں تمھیں آزاد کر دوں؟ حضرت عبداللہ نے پھر انکار کیا تو قیصر نے کہا: میں تمھارے ساتھ تمام (دوسری روایت: اسی) قیدیوں کو بھی چھوڑتا ہوں۔ اس پر حضرت عبداللہ بن حذافہ آگے بڑھے اور قیصر کا ماتھا چوم لیا۔ مدینہ پہنچنے پر حضرت عمر یہ واقعہ سن کر بہت خوش ہوئے اور کہا: ہر مسلمان پر لازم ہے کہ عبداللہ کا ماتھا چومے اور میں اس کی ابتدا کرتا ہوں۔ کچھ صحابہ نے بر سبیل مزاح حضرت عبداللہ بن حذافہ سے کہا کہ تم نے اس کٹر کافر کا ماتھا چوما تو وہ کہتے: کیا حرج ہے کہ اس کے بدلے میں اللہ نے اسی مسلمان اسیروں کو رہائی دلا دی (المنتظم، ابن جوزی ۱۱۴۱۔ معرفۃ الصحابۃ، ابونعیم اصفہانی، رقم ۴۹۶۷۔ اسد الغابۃ، ابن اثیر ۱۴۳/۳۔ سیر اعلام النبلاء، ذہبی ۱۴/۲۔ الاصابہ، ابن حجر، رقم ۴۶۲۴۔ تاریخ دمشق، ابن عساکر، رقم ۳۳۱۸)۔

کچھ لوگوں کا خیال ہے کہ حضرت عبداللہ بن حذافہ کا اکرام کرنے سے ظاہر ہوتا ہے کہ ہرقل پوشیدہ طور پر مسلمان ہو چکا تھا۔ اس نے اپنی قوم کو بھی اسلام قبول کرنے کی ہدایت کی، لیکن ان کے ردعمل سے خوف زدہ ہو گیا۔

## صحت واقعہ

البانی کہتے ہیں: اس روایت کی سند ضعیف ہے، کیونکہ ایسے کسی راوی نے اسے نقل نہیں کیا جس نے یہ واقعہ حضرت عبداللہ بن حذافہ سے سنا ہو۔ انھوں نے اس بات پر تعجب کا اظہار کیا کہ ابن حجر نے ''تہذیب التہذیب'' میں اسے ایسے نقل کیا، گویا یہ صحیح ہے (ارواء الغلیل فی تخریج احادیث منار السبیل، البانی، رقم ۲۵۱۵)۔

ناصر الدین البانی (۱۹۱۴ء تا ۱۹۹۹ء) اور مصطفیٰ احمد زرقا (۱۹۰۴ء تا ۱۹۹۹ء) کے شاگرد مشہور بن حسن آل سلمان (پیدایش ۱۹۶۰ء) نے اپنی کتاب ''قصص لا تثبت'' (۳/ ۷۴-۷۵) میں اس قصے کے تمام طرق بیان کر کے سب کو ضعیف قرار دیا ہے۔

## اضافی روایات

ایک روایت میں اضافہ ہے کہ قیصر نے درمیان میں کچھ دن حضرت عبداللہ کو قید میں بھوکا پیاسا رکھا اور بھوک کی شدت بڑھنے پر شراب اور خنزیر پیش کیے۔ اس نے ایک زن فاحشہ بھی ان کے پاس بھیجی، لیکن ان ترغیبات کا کچھ اثر نہ ہوا اور انھوں نے کہا: میں اپنے اسلام کو نشانۂ استہزا نہ بننے دوں گا (تاریخ دمشق، ابن عساکر، رقم ۳۳۱۸۔ شعب الایمان، بیہقی)۔ البانی کہتے ہیں: اس روایت کی سند ضعیف ہے، کیونکہ زہری اور حضرت عبداللہ بن حذافہ کے درمیان سند منقطع ہے۔ دوسرے راوی بھی ضعیف اور واہی ہیں (ارواء الغلیل فی تخریج احادیث منار السبیل، البانی، رقم ۲۵۱۵)۔

ابن عائذ کے بیان کے مطابق قیصر روم نے تین سو مسلم اسیر رہا کرنے کے ساتھ حضرت عبداللہ بن حذافہ کو تیس ہزار دینار، تیس باندیاں اور تیس غلام تحفے میں دیے۔

محمد بن عمر کی روایت ہے: حضرت عمر نے حضرت عبداللہ بن حذافہ کو رہا کرانے کے لیے قسطنطنیہ خط لکھا۔ ابن سعد کے علاوہ بلاذری نے بھی یہ روایت نقل کی ہے۔

## فتح مصر، عین شمس

حضرت عمرو بن العاص نے فسطاط فتح کرنے کے بعد حضرت عبداللہ بن حذافہ کو فوج دے کر عین شمس (Heliopolis) بھیجا۔ انھوں نے عین شمس زیر کرنے کے بعد وہاں کے باشندوں سے اہل فسطاط سے کیے جانے والے معاہدے کے شرائط کے مطابق صلح کر لی (فتوح البلدان، بلاذری ۳۰۴)۔

## فتح مصر، اسکندریہ

۲۱ھ: خلیفۂ ثانی حضرت عمر سے مشورہ کرنے کے بعد حضرت عمرو بن العاص نے اسکندریہ کا رخ کیا۔ تین ماہ کے محاصرے اور سخت لڑائی کے بعد وہ اسکندریہ میں داخل ہو گئے۔ مال غنیمت جمع کرنے کے بعد انھوں نے کسی کو قتل کیا نہ قیدی بنایا۔ شاہ مصر مقوقس نے بھی تیرہ ہزار دینار جزیہ ادا کرنے کی شرط مان کر صلح کر لی۔

www.javedahmadghamidi.com
www.al-mawrid.org

خمس مدینہ بھیجنے کے بعد حضرت عمرو بن العاص نے حضرت عبداللہ بن حذافہ کی سربراہی میں اسکندریہ میں چھاؤنی قائم کر دی اور خود فسطاط لوٹ گئے۔ ۲۵ھ میں اسکندریہ کے باشندوں نے ہرقل کے بیٹے قسطنطین سے فریاد کی تو اس نے منویل کی سالاری میں تین سو سواروں پر مشتمل فوج بھیجی جس نے وہاں پر مقیم کئی مسلمانوں کو شہید کر کے اسکندریہ واپس لے لیا۔ حضرت عمرو بن العاص کو خبر ملی تو پندرہ ہزار کا لشکر لے کر دوبارہ چڑھائی کی اور شدید قتال کے بعد اسکندریہ پر تسلط بحال کیا (فتوح البلدان، بلاذری ۳۱۰)۔

## وفات

اپنے زمانے کی دونوں سپر پاوروں کے سربراہوں سے ملاقات کرنے اور مصر کی فتح میں شرکت کرنے کے بعد حضرت عبداللہ بن حذافہ نے مصر ہی میں اپنا گھر بنایا۔ انھوں نے ۳۳ھ کو عہد عثمانی میں مصر میں وفات پائی اور وہیں مدفون ہوئے۔

www.al-mawrid.org
www.javedahmadghamidi.com

## ازواج واولاد

بہت کوشش کے باوجود ہمیں حضرت عبداللہ بن حذافہ کی ازواج و اولاد کے بارے میں معلومات نہیں مل سکیں۔

## روایت حدیث

حضرت عبداللہ بن حذافہ سے تین مرسل احادیث مروی ہیں۔ ان سے روایت کرنے والوں کے نام: ابو وائل، ابو سلمہ بن عبدالرحمٰن، سلیمان بن یسار اور مسعود بن الحکم۔

## قراءت خلف الامام

آں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک بار حضرت حذیفہ کو نماز (با جماعت) میں اونچی آواز میں قراءت کرتے سنا تو فرمایا: ابو حذیفہ (کنیت حضرت عبداللہ بن حذافہ) اپنی قراءت سے اپنے رب سے مناجات کرو، مجھے نہ سناؤ، اللہ کو سناؤ (طبقات ابن سعد، رقم ۴۰۴۔ احمد، رقم ۸۳۲۶ ضعیف۔ السنن الکبریٰ، بیہقی، رقم ۲۹۰۸)۔

## عید قرباں کا گوشت

ابن حجر کہتے ہیں: خلف بن محمد واسطی نے ''اطراف الصحیحین'' میں حضرت عبداللہ بن حذافہ سے روایت

نقل کی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے قربانی کا گوشت تین دن کے بعد کھانے سے منع کیا ہے۔ حدیث کی کسی کتاب میں یہ روایت حضرت عبداللہ بن حذافہ سے نقل نہیں ہوئی۔ البتہ بخاری (رقم ۵۵۷۳)، مسلم (رقم ۵۱۳۹) میں حضرت علی سے، مسلم (رقم ۵۱۴۳) میں حضرت عبداللہ بن عمر سے اور موطا امام مالک (رقم ۱۳۹۲) میں حضرت عبداللہ بن جابر سے مروی ہے۔ حضرت عائشہ اور حضرت سلمہ بن اکوع فرماتے ہیں: آپ کے منع کرنے کے ایک سال بعد صحابہ نے گزارش کی: یارسول اللہ، لوگ قربانی کیے ہوئے جانوروں سے بہت فائدہ اٹھایا کرتے تھے، ان کی چربی اکٹھی کرتے اور ان کی کھالوں کی مشکیں بنا لیتے تھے۔ آپ نے فرمایا، میں نے تو مدینہ میں آنے والے خانہ بدوشوں (اور خشک سالی) کی خاطر منع کیا تھا۔ اب گوشت کھاؤ، صدقہ کرو اور ذخیرہ کرو (بخاری، رقم ۵۵۶۹۔ مسلم، رقم ۵۱۴۴۔ ابوداؤد، رقم ۲۸۱۲۔ نسائی، رقم ۴۴۳۶۔ احمد، رقم ۱۱۵۴۳۔ موطا امام مالک، رقم ۱۳۹۳)۔

## ایام تشریق کے روزے

حجۃ الوداع کے موقع پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایام تشریق میں قیام منیٰ کے دوران میں حضرت عبداللہ بن حذافہ کو حاجیوں کے بیچ یہ اعلان کرنے کے لیے بھیجا: لوگو، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے: یہ کھانے پینے اور اللہ کو یاد کرنے کے دن ہیں۔ ان دنوں میں کوئی روزہ نہ رکھے (الطبقات الکبریٰ، ابن سعد، رقم ۴۰۴۔ احمد، رقم ۱۰۶۶۴۔ موطا امام مالک، رقم ۱۱۰۲ صحیح لغیرہ۔ السنن الکبریٰ، نسائی، رقم ۲۸۸۹۔ مستدرک حاکم، رقم ۶۶۵۰۔ المعجم الاوسط، طبرانی، رقم ۸۲۱۷۔ سنن دار قطنی، رقم ۲۴۰۷)۔ چنانچہ صحابہ نے حضرت عبداللہ بن حذافہ کو منیٰ میں سرخ اونٹنی پر بیٹھے ہوئے یہ اعلان کرتے سنا (السنن الکبریٰ، نسائی، رقم ۲۸۹۴)۔ آپ نے حضرت بدیل بن ورقا اور حضرت بلال کو بھی یہ ذمہ داری سونپی (الطبقات الکبریٰ، ابن سعد، رقم ۴۷۵۔ احمد، رقم ۱۶۰۳۸۔ سنن دار قطنی، رقم ۲۴۰۸)۔

حضرت عائشہ، امام مالک اور اوزاعی کہتے ہیں: حج تمتع کرنے والے کو اگر قربانی نہ مل سکے تو قیام منیٰ کے دوران میں وہ تین روزے رکھ سکتا ہے جو قرآن مجید کے اس حکم کے مطابق ایام حج میں رکھنے ضروری ہیں: 'فَاِذَآ اَمِنْتُمْ فَمَنْ تَمَتَّعَ بِالْعُمْرَةِ اِلَى الْحَجِّ فَمَا اسْتَيْسَرَ مِنَ الْهَدْيِ فَمَنْ لَّمْ يَجِدْ فَصِيَامُ ثَلٰثَةِ اَيَّامٍ فِي الْحَجِّ وَسَبْعَةٍ اِذَا رَجَعْتُمْ تِلْكَ عَشَرَةٌ كَامِلَةٌ'، ''اور جب تم اطمینان پاؤ تو جو کوئی حج تک عمرے سے فائدہ اٹھائے، قربانی کرے جو اس کو میسر آئے، اور جسے قربانی نہ مل سکی تو وہ تین دن کے

روزے ایام حج میں رکھے اور سات جب تم حج سے لوٹ جاؤ، یہ کل دس روزے ہوئے'' (البقرہ ۲: ۱۹۶) (موطاامام محمد، رقم ۳۷۰)۔

مطالعۂ مزید: السیرۃ النبویۃ (ابن ہشام)، الطبقات الکبریٰ (ابن سعد)، انساب الاشراف (بلاذری)، فتوح البلدان (بلاذری)، تاریخ الامم و الملوک (طبری)، معرفۃ الصحابۃ (ابو نعیم اصفہانی)، الاستیعاب فی معرفۃ الاصحاب (ابن عبد البر)، المنتظم فی تواریخ الملوک والامم (ابن جوزی)، اسد الغابۃ فی معرفۃ الصحابۃ (ابن اثیر)، الکامل فی التاریخ (ابن اثیر)، تہذیب الکمال فی اسماء الرجال (مزی)، تاریخ الاسلام (ذہبی)، سیر اعلام النبلاء (ذہبی)، البدایۃ والنہایۃ (ابن کثیر)، الاصابۃ فی تمییز الصحابۃ (ابن حجر)، قصص لا تثبت (مشہور بن حسن)۔

---

www.al-mawrid.org
www.javedahmadghamidi.com

## اعتذار

ماہنامہ ''اشراق'' اگست ۲۰۲۳ء کے شمارے میں محمد وسیم اختر مفتی صاحب کے مضمون ''مہاجرین حبشہ (۲۲)'' میں ایک لفظ ''لحی'' فونٹ کی خرابی کے باعث ''لحہ'' شائع ہو گیا ہے۔ براہِ مہربانی تصحیح فرمالیجیے۔

—— ادارہ